نحنُ انصاراللہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

www.nahnuansarullah.ca

نحن انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

نومبر دسمبر 2023ء ۔نبوت۔ فتح 1402

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انصار اللہ سے لیا گیا عہد

برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ، یوکے

”اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کے لیے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسولؐ کے لیے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لیے آخر دم تک جدو جہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔“

(اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ، یوکے، بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن فرمودہ 08/ اکتوبر 2023ء)

www.nahnuansarullah.ca

نگران
عبدالحمید وڑائچ صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ
سہیل احمد ثاقب نائب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا

مینیجر
محمد موسیٰ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

مدیران
غلام مصباح بلوچ نائب صدر صفِ دوم مجلس انصار اللہ کینیڈا
صفی راجپوت معتز القرق

معاونین، تزئین وزیبائش،
مسعود احمد نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا
کاشف بن ارشد ایڈیشنل قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا

بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online)
رابطہ : editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800

فہرست مضامین

قرآن مجید

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿﴾

ترجمہ:

اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(سورۃ الاعراف: آیت ۳۲)

تفسیر:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”مومنوں کو کُلُوْا وَاشْرَبُوْا کا حکم دیا.... کُلُوْا ایک امر ہے جب مومن اس کو امر سمجھ کر بجا لاوے تو اس کا ثواب ہوگا۔ “

(الحکم جلد 8 مورخہ 10 مارچ 1904ء صفحہ 9)

”گوشت دال وغیرہ سب چیزیں جو پاک ہوں بیشک کھاؤ۔ مگر ایک طرف کی کثرت مت کرو اور اسراف اور زیادہ خوری سے اپنے تئیں بچاؤ۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 336، 337)

”یہ خدا تعالیٰ کا ان (عرب کے لوگوں۔ ناقل) پر اور تمام دنیا پر احسان تھا کے حفظان صحت کے قواعد مقرر فرمائے یہاں تک کہ یہ بھی فرما دیا کہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا یعنی بے شک کھاؤ پیو مگر کھانے پینے میں بے جا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو۔“

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 332)

حدیثِ نبوی ﷺ

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ’’كُلُوْا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب (٢٣) باب الْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَكَ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ ۔ حدیث نمبر ٣٦٠٥)

ترجمہ:

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو جب تک کہ ان کے ساتھ اسراف اور اِترانا شامل نہ ہو۔

کلام الامام امام الکلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’یاد رکھو ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ادھورا ایمان ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اگر ایمان کامل ہو تو اعمال صالحہ سرزد نہ ہوں؟ اپنے ایمان اور اعتقاد کو کامل کرو ورنہ کسی کام کا نہ ہوگا۔ لوگ اپنے ایمان کو پورا ایمان تو بناتے نہیں پھر شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں انعامات نہیں ملتے جن کا وعدہ تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ﴿۳﴾ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق:3،4) یعنی جو خدا کا متقی اور اس کی نظر میں متقی بنتا ہے اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اُسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا اور بڑا رحیم کریم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اُسے ہر ذلّت سے نجات دیتا اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے مگر وہ جو ایک طرف دعویٰ اتّقا کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے، ان دونوں میں سے ہم کس کو سچا کہیں اور کس کو جھوٹا؟ خدا تعالیٰ پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے ....

اصل یہ ہے کہ اُن کا تقویٰ یا اُن کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابلِ وقعت ہو یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے، لوگوں کے متقی اور ریّا کار انسان ہوتے ہیں سو اُن پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے جس سے سرگرداں اور مشکلاتِ دنیا میں مبتلا رہتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۲،۱۸۱)

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

آج انصار اللہ یوکے کا اجتماع اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح فرانس اور امریکہ میں بھی اجتماع ہو رہا ہے اور ان کے اجتماع کا بھی آج آخری دن ہے، آخری سیشن ہے۔ شاید امریکہ کا نہ ہو لیکن بہرحال ان کا آخری دن ہے۔ بہرحال کہیں اجتماع ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے اب ایم ٹی اے نے تمام دنیا کے احمدیوں کو اس طرح ایک کر دیا ہے کہ ان تقریبات میں احباب شامل ہوتے ہیں اور آج کی اس تقریب کو دنیا میں بہت سے انصار دیکھ اور سن رہے ہوں گے۔ پس یوکے کے انصار کے اجتماع کے ذریعے تمام دنیا کے انصار یہ تقریب دیکھ اور سن رہے ہیں اس لیے آج کی باتوں کے سبھی انصار مخاطب ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے انصار اللہ کی تنظیم کو شروع فرمایا تھا ایک موقع پر انصار کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ آپ کا نام انصار اللہ سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہے۔ پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر کا زمانہ جوانی اور امنگ کا زمانہ ہوتا ہے اس لیے اس عمر کے افراد کا نام خدام الاحمدیہ رکھا گیا ہے تا کہ خدمت خلق کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں اور چالیس سال سے اوپر والوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا ہے اس عمر میں انسان اپنے کاموں میں استحکام پیدا کر لیتا ہے اور اگر وہ کہیں ملازم ہو تو ملازمت میں ترقی کر لیتا ہے اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے سرمائے سے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔ پس

آپ کا نام انصار اللہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں

اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں صرف کریں اور اپنے عمل سے بھی اور پیغام پہنچا کر بھی دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں تا کہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے۔ پس اس حقیقت کو ہر ناصر کو سمجھنا چاہیے کہ اس نے اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانا ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔ باجماعت نماز کی طرف توجہ دینی ہے۔ گھروں میں اپنی اولاد کے سامنے اپنی عبادت کے معیار کے نمونے قائم کرنے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دی ہے کہ ان کی قرآن کریم میں یہی خوبی بیان کی گئی ہے کہ آپ اپنی اولاد کو ہمیشہ نماز کی تلقین کرتے رہتے تھے اور

یہی اصل خدمت اور انصار اللہ کا فرض ہے۔ خود بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ جب تک جماعت میں یہ روح پیدا رہے گی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ لوگوں کا تعلق رہے گا اللہ تعالیٰ کے فضل بھی نازل ہوتے رہیں گے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتوں سے بھی تعلق قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم رہے گا اور نتیجۃً جماعت بھی زندہ رہے گی۔

(ماخوذ از مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 356-355)

پس اگر ہم اپنی زندگی اور اپنی اولاد کی زندگی چاہتے ہیں، اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا چاہتے ہیں تو اس طرف خاص توجہ دینی ہو گی ورنہ ہمارا نعرہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کا کھوکھلا نعرہ ہے۔

اگر ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں تو ہم خدا تعالیٰ کے مسیح کی جماعت کے مددگار نہیں بن رہے بلکہ اس کو کمزور کرنے والے بن رہے ہیں۔

پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اپنی نمازوں اور ذکر الٰہی کے معیار کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ آپ یہ جائزہ لے لیں۔ انصار اللہ کی عمر تو ایسی ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دینی چاہیے لیکن اس جائزے میں آپ کے سامنے یہ بات آجائے گی کہ ہماری حالت میں بہت کمزوری ہے۔

ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے، اس بات پر بیعت کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کریں گے۔ شیطان کی حکومت کو دنیا سے مٹائیں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو کیا پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں اور فرائض جو ہمارے ذمے ڈالے گئے ہیں ان پر عمل کیے بغیر ہم یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! پس اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد جگہ اپنی جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک موقعے پر فرمایا: "نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ

جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کر لو۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 263 ایڈیشن 1984ء)

پس ایسے لوگ جو بعض دفعہ میرے پاس بھی آتے ہیں اور آکر کہہ دیتے ہیں کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ پانچ نمازیں پڑھیں لیکن چھوٹ جاتی ہیں۔ ان کو بہت فکر کی ضرورت ہے۔ خود اپنے نمونے قائم نہیں کریں گے تو اولادیں کس طرح دین پر قائم ہوں گی۔ پھر اگر اولاد بگڑ جاتی ہے تو شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔" آپؑ نے فرمایا کہ "...پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 162 ایڈیشن 1984ء)

پس ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ ایک سوز اور رقّت سے اس سے دعائیں مانگیں تو پھر ایسی حالت پیدا ہو جائے گی کہ نمازوں سے غفلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا۔ اور پھر جب یہ حالت ہو گی تو ہم عملی طور پر ان لوگوں کے سوال کا جواب دینے والے ہو جائیں گے جو کہتے ہیں کہ بعض لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور پھر بدیاں کرتے ہیں، برائیاں کرتے ہیں۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں تو صرف ایک خانہ پُری کے لیے۔ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت رکھے بغیر اور نماز کا حق ادا کیے بغیر نماز پڑھتے ہیں اور برائیوں میں مبتلا ہیں یا دوسروں کا حق ادا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے خود کہہ دیا ہے کہ ان کی نمازیں ان کے لیے ہلاکت ہیں اور ان کے منہ پر ماری جاتی ہیں۔ پس

ہماری نمازیں رپورٹ فارم پُر کرنے کے لیے یا لوگوں کے دکھاوے کے لیے یا رسمی طور پر نہیں ہونی چاہئیں بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے ہونی چاہئیں۔ ایسی نمازیں ہی ہیں جو پھر پھل پھول لاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔" آپؑ نے فرمایا: اس طرح دعا کرو کہ جو صدیقوں اور محسنوں کی نماز ہے وہ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ فرمایا کہ "یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں" فرمایا کہ "اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے" اس لیے حسنات نام رکھا ہے، صلوٰۃ نہیں رکھا "وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دُور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 163 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ وہ نمازیں ہیں جو ہمیں پڑھنے کی ضرورت ہے۔ یہ وہ نمازیں ہیں جو اگر ہم پڑھیں گے تو جہاں اپنے آپ کو برائیوں سے دُور کر کے خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کرنے والے بن جائیں گے وہاں اپنی اولادوں کا بھی زندہ خدا سے تعلق پیدا کرنے والے بن جائیں گے، اس کا ذریعہ بن جائیں گے اور یوں اپنی نسلوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے، انہیں بھی برائیوں سے بچانے والے ہوں گے، ان کے اندر بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی روح پیدا کرنے والے ہوں گے اور دین کے حقیقی انصار کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ نماز کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یوں

نصیحت فرمائی۔فرمایا کہ ”جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی“ فرمایا ”اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہوسکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک بُرے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں“ نماز میں لذت اور سرور اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک بُرے ارادے اور ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوجائیں، جل کے خاک نہ ہوجائیں۔ ”انانیت اور شیخی دُور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آجائے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیتِ کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔“

پس اپنی انانیت کو، اپنے تکبر کو، اپنے ناپاک منصوبوں کو، اپنے غلط خیالات کو دلوں میں سے نکالو گے تو پھر ہی نمازوں کی طرف بھی صحیح توجہ پیدا ہوگی اور جب ایسی نمازیں ہوں گی تو پھر خود بخود انسان کی تربیت بھی ہوتی چلی جائے گی۔ فرمایا ”میں تمہیں پھر بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہوجاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہوجائیں۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 170 ایڈیشن 1984ء)

صرف عملی حرکتیں نہیں۔ نماز کی حالتوں میں سجدہ کرنا، کھڑے ہونا، بیٹھنا، یہی باتیں نہ ہوں، صرف زبان سے سورت فاتحہ یا آیات اور دعائیں نہ ہو رہی ہوں بلکہ روح سے یہ عمل ظاہر ہو رہے ہوں تب یہ نمازیں حقیقی نمازیں ہوں گی۔ پس یہ وہ اہم کام ہے جس کو انصاراللہ کو سب سے زیادہ مقدم رکھنا چاہیے۔ اگر ہماری عبادتیں اور نمازیں اللہ تعالیٰ کے معیار کے مطابق نہیں ہیں تو ہمارا اللہ تعالیٰ کے انصار ہونے کا دعویٰ کھوکھلا دعویٰ ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا انصاراللہ کو سب سے پہلے اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے چاہئیں اور اپنے تعلق باللہ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے پھر ہی اللہ تعالیٰ وہ حالات بھی پیدا فرمائے گا جو انقلابات لاتے ہیں اور انصار کی دعائیں اور عملی حالتیں تبلیغ کے لیے بھی نئے راستے کھولیں گی۔ اور عملی حالتوں کے لیے ان تمام باتوں کا نمونہ بننے کی ضرورت ہے جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت سے توقع کی ہے اور نصائح فرمائی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ

”ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔“

پس ہر لحاظ سے یہ نمونے قائم کرو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”...اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو۔“ خوفزدہ رہو۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا کرو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ اپنے اندر عاجزی انکساری پیدا کرو۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 9 ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے قول و فعل ایک ہونے چاہئیں۔ فرماتے ہیں ”اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضبِ الٰہی ہوگا۔“ فرمایا ”جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا... پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہوجاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے“ فرمایا کہ ”اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔“ فرمایا ”بدر کی فتح کی پیشگوئی ہوچکی تھی۔ ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟“ اتنی رونے اور زاری کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 11 ایڈیشن 1984ء) اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی مخفی شرائط ہوں اگر وہ پوری نہ کی جائیں۔ اس لیے ان کو پورا کرنے کے لیے دعا ضروری ہے۔

پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ انصار جنہوں نے یہ عہد بھی کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے اور اپنی اولادوں کو بھی دین سے جوڑے رکھیں گے ان کو ہر وقت اس فکر میں رہنا چاہیے کہ اپنے ایسے نمونے قائم کریں جو عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار ظاہر کرنے والے ہوں اور عملی حالتوں کے بھی اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے ہوں تا کہ ہم اپنے بیوی بچوں کے لیے نمونہ ہوں۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو انذار فرمایا ہے وہ دل کو ہلا دینے والا ہے۔ پس ہمیں بہت فکر کرنی چاہیے۔ ہمارے ذمہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا کام لگایا ہے کہ ہم نے صرف اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح نہیں کرنی۔ صرف اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ہی توحید پر قائم نہیں کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے تابع نہیں رکھنا بلکہ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔

پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے اور مختلف موقعوں پر جو ہمیں نصائح فرمائی ہیں اس کی جگالی کرتے رہنا چاہیے، اس کو یاد رکھنا چاہیے۔ اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے تبھی ہم کامیاب انصار بن سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو'' ہمیشہ کی، دونوں جہان کی فلاح پاؤ ''اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔'' پس عقل استعمال کرو اور عقل آتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ جو حقیقی عقل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور اس عقل کو حاصل کرنے کے لیے کلام الٰہی یعنی قرآن کریم کو پڑھنا اور اس کو سمجھنا اور اس کی ہدایات پر چلنا ضروری ہے اور پھر ساتھ ہی فرمایا کہ عملی حالتیں بھی اپنے اندر پیدا کرو تمہارے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں۔ فرمایا ''تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67 ایڈیشن 1984ء)

یہ باتیں ہوں گی تو پھر کامیابی ہو جائے گی۔ صرف دعوے نہیں، صرف کھوکھلے نعرے نہیں۔ پس اگر ہم نے دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنا ہے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور جس کے لیے ہم آپ علیہ السلام کی بیعت میں آئے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانا۔ تو اپنے دلوں کو پاکیزہ بنانا ہو گا اور دلوں کی پاکیزگی کے لیے تقویٰ ضروری ہے اور تقویٰ کے راستے تلاش کرنے کے لیے قرآن کریم کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ پس انصار کا ایک یہ بھی کام ہے کہ قرآن کریم کو تدبر اور غور سے پڑھیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور پھر اس کی تعلیم دنیا میں پھیلائیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ ''تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67 ایڈیشن 1984ء)

پس اگر یہ دعویٰ ہے کہ ہم اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرائیں گے تو پھر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہمارا سب سے اوّل کام ہے۔ اور جب ہم یہ کریں گے تو ہمارے قول و فعل ایک ہوں گے اور کامیابیاں ہمیں حاصل ہوں گی۔

آپؑ نے فرمایا کہ ''اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو۔'' اس کے محفوظ قلعے میں آسکو ''اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 77 ایڈیشن 1984ء)

پس آپ علیہ السلام کے اس ارشاد کو بھی ہمیں بہت توجہ سے ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے کہ اگر اسلام کی حمایت اور خدمت کا شرف حاصل کرنا ہے۔ یہ اعزاز حاصل کرنا ہے کہ ہم اسلام کے خادم بنیں، اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ اعزاز حاصل کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرائیں، اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ شرف حاصل کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کریں۔ اور یہ بہت عظیم کام ہے تو پھر اس اعزاز اور شرف کو حاصل کرنے کی شرط تقویٰ ہے۔ اور جب تقویٰ پیدا ہو جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی نظر میں یقیناً اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ انصار اللہ کہلائیں اور دنیا میں توحید کے پھیلانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت و تبلیغ میں اپنا کردار ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں۔

پھر یہ بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ

گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ اس بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں اپنا کردار ادا کرے لیکن انصار اللہ کو سب سے زیادہ اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ ہے کہ وہ آپ کے مشن کو پورا کرے گا۔ آپ کی دعاؤں کو سنے گا اور آپ کے ذریعہ سے تکمیل اشاعت اسلام ہو گی۔ ہم

خوش قسمت ہوں گے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس وعدے سے فیض اٹھانے والے بنیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان فیض اٹھانے والوں اور فتح حاصل کرنے والوں کے لیے جو شرط رکھی ہے وہ تقویٰ ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام نے ایک موقعے پر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا" زمانہ جنگ وجدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔ پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقایق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی۔" حقائق ومعارف کے دروازوں کے کھلنے کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی"اس لئے تقویٰ اختیار کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل:129)" یقیناًاللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔فرمایا"اور میں گن نہیں سکتا کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے۔ بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔" پس "فتح چاہتے ہو تو متقی بنو۔ اگر ہم نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں تو یاد رکھو کچھ فائدہ نہیں ہے۔فتح کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح چاہتے ہو تو متقی بنو۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 232 ایڈیشن 1984ء)

پس فتح تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنی ہے ان شاء اللہ۔ اگر ہم نے اس فتح کا حصہ بننا ہے تو ہمیں تقویٰ پر چلنا ہو گا۔ اپنے قول وفعل کو ایک کرنا ہو گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا:"فتح اسی کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو۔اس لئے ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔" اعمال اور اخلاق میں ترقی بھی خدا کو خوش کرنے کے لیے ضروری ہے اور یہی تقویٰ ہے۔تقویٰ اختیار کریں "تا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔ پھر خدا کی مدد کو لے کر ہمارا فرض ہے اور ہر ایک ہم میں سے جو کچھ کر سکتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ ان حملوں کے جواب دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ ہاں جواب دیتے وقت نیت یہی ہو کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو"۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 233 ایڈیشن 1984ء) خدا تعالیٰ کے جلال کو ظاہر کرنا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے دنیا میں۔ اس کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔

پس آج ہر ناصر کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے اور اس کے جلال کو ظاہر کرنے کے لیے اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بلند کرے گا،ان لوگوں میں شامل ہو گا جو دنیا کے لوگوں پر احسان کرتے ہیں اور جو دنیا کی غلاظتوں میں گھرے ہوئے ہیں انہیں احسان کرتے ہوئے غلاظتوں سے باہر نکالتے ہیں اور جب اس بات کا ہم عہد کریں گے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور دنیا میں توحید قائم کرنی ہے۔اسلام کے پیغام کو ہر شخص تک پہنچانا ہے تو پھر خود ہمیں کس فکر کے ساتھ اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی ضرورت ہو گی۔ہمیں خود کس قدر تقویٰ پر چلنے کی ضرورت ہو گی۔ہمیں گھروں میں اپنے بیوی بچوں کو کس قدر توحید پر چلانے کے لیے اپنے عملی نمونوں کی ضرورت ہو گی۔ہمیں کس فکر کے ساتھ اپنی نمازوں کو سنوارنے کی ضرورت ہو گی۔ کس فکر سے تعلق باللہ کے معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہو گی۔ چالیس سال کی عمر کو پہنچنے والا عاقل بالغ خود اس بات کا جائزہ لے سکتا ہے جو باتیں میں نے کہی ہیں۔ پس اگر ضرورت ہے تو اس بات کی کہ ہم اپنی ترجیحات کو دنیا کے گرد گھمانے کی بجائے اپنی بیعت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی ترجیح دین کو دنیا پر مقدم کرنا بنالیں۔

گذشتہ ہفتہ میں نے خدام الاحمدیہ سے عہد لیا تھا اور جیسا کہ میں نے شروع میں بیان کیا خدام کا کام تو زیادہ خدمتِ خلق تھا جو ان کے ذمہ لگایا گیا تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد کی گئی لیکن یہ انصار اللہ کی بھی ذمہ داری ہے اور جو لوگ عمر کے لحاظ سے انتہائی تجربہ اور بالغ سوچ کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ یہ زیادہ بڑی ذمہ داری ہے آپ کی کہ اس کام کو سرانجام دیں اور اپنے انصار اللہ ہونے کے نام کی لاج رکھیں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ یہ ہو گا تو تبھی ہم کامیاب ہوں گے۔ہمیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ عہد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس کا میں نے ذکر کیا جب خدام الاحمدیہ سے لیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ انصار اللہ میں بھی دہرایا جائے اور ہر موقع پر دہرایا جائے۔ پہلے مجھے خیال آیا تھا دہرانے کا پھر میں نے سوچا کہ پچھلے ہفتے دہرا دیا ہے اس لیے ضرورت نہیں ہے لیکن کل ہی مجھے صدر انصار اللہ پاکستان کا یہ پیغام آیا کہ انصار اللہ کو بھی حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش اور ارشاد کے پیش نظر یہ عہد دہرانا چاہیے۔سو اس لیے میرا خیال ہے کہ میں آج بھی یہ عہد دہرادوں اس لیے تمام انصار کھڑے ہو جائیں۔

"اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔

ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کے لیے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسولؐ کے لیے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لیے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک

خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔
اے خدا! توہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ۔“

(خدام الاحمدیہ کے نام روح پرور پیغام، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 472)

اب انگریزی دان لوگوں کے لیے مَیں انگلش میں بھی دہرادوں کیونکہ امریکہ میں بھی انگریزی بولنے والوں کی کچھ زیادہ نسبت ہے۔ یہاں بھی ہیں کچھ۔
”اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

I bear witness that there is none worthy of worship except Allah. He is One and has no partner. is His servant and Messenger. I swear by Allah (صلّی اللہ علیہ وسلّم) And I bear witness that Muhammad and proclaim that I will always endeavour to convey and propagate the teachings of Islam Ah- to the corners of the earth until my (صلّی اللہ علیہ وسلّم) madiyyat and the blessed name of Holy Prophet dying breath. And for the sake of fulfilling this most sacred obligation, I shall forever keep my I shall give ev- .(صلّی اللہ علیہ وسلّم) life devoted to the service of Allah the Almighty and His Messenger ery possible sacrifice, no matter how heavy its burden, in order for the blessed flag of Islam to be raised aloft in every nation until the end of time. I also solemnly pledge to strive, with unyielding conviction, to protect and strengthen the institution of Khilafat until my last breath. And I shall also always urge my progeny to remain firmly attached to Khilafat and to seek its blessings so that Khilafat-e-Ahmadiyya may remain protected until the end of time. And so that, through the Ahmadiyya Muslim Community, the propagation of Islam may continue until the Last Day. And may be raised far higher than any (صلّی اللہ علیہ وسلّم) so that the flag of the Holy Prophet Muhammad other flag in this world."O God, enable me to fulfil this pledge

اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین“
اللہ تعالیٰ ہمیں یہ عہد بھی پورا کرنے کی ہمیشہ توفیق دے اور اس کی طرف توجہ بھی رہے۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

عظمتِ تجارت

(حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ)

یہ سُن کر مجھے نہایت تعجب ہوا کہ متعدد مقامات میں بعض مسلمانوں کے دل میں یہ خیال جاگزین ہے کہ تجارت ایک ادنیٰ پیشہ اور حقیر کام ہے خصوصاً گاؤں کے مسلمان تو عموماً اسی خیال میں مبتلا ہیں کہ تاجر ایک حقیر شخص ہوتا ہے حالانکہ ایک بَنیا جو اُن کے گاؤں میں حقیر نظر آتا ہے وہ چند سالوں میں اُن کے مال، ان کے مکان، ان کی زمین کا مالک ہو جاتا ہے۔ یہ مشاہدہ ہر جگہ اس خیال کو مسلمانوں کے دل سے نکال سکتا تھا لیکن اس سے عموماً مسلمانوں نے فائدہ نہیں اُٹھایا اس لیے اس خیال باطل کو دور کرنے کے لیے اور تجارت کی عزّت ثابت کرنے کے لیے نقلی اور عقلی امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور نقلی امور کو مقدم کرتا ہوں اس لیے کہ ایک مسلمان اپنے نام مسلم کے لحاظ سے دین کو ہر امر پر مقدّم کرے گا۔

پہلا امر جو تجارت کی عزّت ظاہر کرتا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ درجہ کی چیز کو جس پر سعادت دارَین موقوف ہے یعنی اور ایمان اور جہاد، اس کو اللہ تعالیٰ نے تجارت سے تشبیہ دی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہ سے کسی امر کا اہم ہونا اُسی قوم کے نزدیک ثابت ہو سکتا ہے جس میں مشبہ بہٖ یعنی جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے وہ اہم قرار پا چکا ہو۔ چنانچہ آیات ذیل میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کو بیان کیا ہے، فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنۡجِیۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُجَاهِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ

اے ایماندارو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت آگاہ نہ کروں جو تمہیں دردناک سزا سے بچائے۔ وہ یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اسکے رستہ میں جہاد کرو۔ آیات کریمہ سے مقصود ایمان اور جہاد کی عظمت کا مسلمانوں کے دلوں میں قائم کرنا ہے۔ اور اسے تجارت قرار دیا ہے۔ اگر تجارت کی عظمت مسلمانوں کے دلوں میں راسخ نہ ہو۔ تو ایمان اور جہاد کی عظمت کیونکر ان کے دل میں متمکن ہو سکتی ہے۔

دوسرا امر جو تجارت کی عظمت پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا کوئی اور شغل ہی نہیں قرار دیا۔ کیونکہ قرآن کریم میں نماز کی طرف دعوت دیتے ہوئے جس شغل کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے وہ تجارت ہے اور جس شغل پر یہ امکان ظاہر کیا ہے۔ حالانکہ اشغال بہت ہیں کہ وہ اللہ کے ذکر سے غافل کر سکتا ہے لیکن مومن اس کے دباؤ میں نہیں آتا۔ وہ صرف تجارت کو ہی بیان کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ جب تک مومن رہیں گے۔ وہ اپنا شغل تجارت بنانے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ آیات ذیل میں اس امر کا ذکر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیۡتَآءِ الزَّکٰوةِ وَاِذَا رَاَوۡا تِجَارَةً اَوۡ لَهۡوَا انۡفَضُّوۡۤا اِلَیۡهَا وَتَرَکُوۡکَ قَآئِمًا

اے ایماندارو! جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کی طرف پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ وہ ایسے مرد ہیں کہ انکو نماز اور اللہ کے ذکر اور زکات سے خرید و فروخت غافل نہیں کرتی۔ اور یہ لوگ جب تجارت یا کسی ورزشی کھیل کو پاتے ہیں۔ تو ادھر بھاگ جاتے ہیں خواتجھے کھڑا ہی چھوڑ دیں۔

اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالے نے مسلمانوں سے یہ توقع کی ہے کہ وہ اپنا شغل نماز کے بعد تجارت کو بنائیں گے۔ اگر کوئی اور شغل بہ نسبت تجارت۔ کے اسے پسند ہوتا۔ یا کسی اور شغل میں وہ مسلمانوں کو ڈالنا چاہتا تو وہ اس شغل کا بھی ذکر کرتا ہے۔

تیسرا امر جو تجارت کی عظمت پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں سب اعمال سے معزز معاہدہ ہے۔ کہ اس پر تمام حقوق کا دارومدار ہے۔ لیکن تجارت کو ایسی عظمت حاصل ہے کہ اللہ تعالےٰ اور مومنوں نے جو باہم معاہدہ کیا ہے اس کا ذکر اللہ تعالی تجارتی الفاظ ہی میں کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَیُقۡتَلُوۡنَ وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰىۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ ؕ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِعَہۡدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَیۡعِکُمُ الَّذِیۡ بَایَعۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۱۱۱﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے جان و مال خرید لئے ہیں بدلے جنت ہے۔ اب یہ اللہ کے راستہ میں لڑیں دشمن کو قتل کریں یا خود قتل ہو جائیں۔ خدا نے یہ پختہ وعدہ اپنے ذمہ لیا ہے اپنے تین نوشتوں توراہ اور انجیل اور قرآن میں مومنوں خدا سے بڑھ کر بھی کوئی اپنے عہد کی وفاداری کر سکتا ہے۔ سو تمہیں اس سودے پر خوشیاں منانی چاہئیں جو تمہیں اس تجارت میں حاصل ہوا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ اس آیت میں اس معاہدہ کو جو مومنوں نے خدا سے کیا تھا مومنوں کے دلوں میں وہ عظیم الشان بتا کر نقش کرنا ہے جس کے لیے الفاظ تجارت اختیار کیے گئے ہیں۔ پس اگر مومنوں کے دلوں میں تجارت کی عظمت متمکن نہیں۔ تو اس خدائی معاہدہ کی کیا عظمت ہو گی؟ جو تجارتی الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

چوتھا امر جو تجارت کی اہمیت ثابت کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ دوسرے سے مال لینا۔ اور دوسرے کا مال استعمال کرنے کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک تجارت ہی کو فرمایا ہے۔ گویا دوسرے ذرائع اللہ تعالیٰ نے ہیچ قرار دیئے ہیں مگر تعجب یہ ہے کہ تجارت کو ہی مسلمان چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اس کا ذکر آیت ذیل میں ہے۔

یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡکُمۡ ۟ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا ﴿۳۰﴾ اے ایمان والو تم باطل کے ساتھ ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ۔ دوسرے کا مال لینے کا ذریع یہ ہے کہ اموال تجارت کی صورت میں اختیار کریں۔ جو کہ بہم رضامندی سے ہوا۔ اپنی جانو کو ہلاک مت کرو۔ کیوں کے اللہ تعالیٰ تمہارے اپر بہت مہربان ہے۔

اس آیہ کریمہ میں تین باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اول یہ کہ کوئی شخص جھوٹ اور بیکاری کے ساتھ کھانے کا حق نہیں رکھتا۔ پس جو لوگ فریب اور دھوکہ سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔ ان کا کھانا ملک اور اہل ملک کو کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ مال جو اصل شے ہے وہ حاصل کرتے ہیں اور فریب دیتے ہیں۔ جسکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ بیکار گداگر جو کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں محنت کر سکتے ہیں لیکن نہیں کرتے۔ وہ بھی اہل ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

دوسرا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دوسر کا مال لینے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تجارت ہے۔ یعنی تبادلہ ہو ایک سے اگر کچھ لو تو اس کے عوض میں اس کو کچھ دو۔ ورنہ وہ جانب جس نے عوض نہیں پایا۔ وہ صریح نقصان اُٹھائے گی۔

تیسرے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مال کو بالباطل کھانا۔ اور تجارت کا ترک خودکشی کے مساوی ہے۔ کیونکہ جو قوم اپنا رزق اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتی۔ اور اس کی زندگی دوسروں کے ہاتھ میں ہے وہ قوم خواہ ظاہر میں زندہ ہو۔ مگر حقیقت میں مر چکی ہے۔

مجھے یورپ کے سفر میں یہ عبرتناک بات معلوم ہوئی کہ یہودی جو سب سے ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کے لئے یورپ کے ہر شہر اور ہر محلہ میں اپنی دوکانیں ہر قسم کی ضروریات کی ہیں۔ اور اہل یورپ اس بات سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ یہودی کیا کھاتا ہے۔ اور کیا نہیں کھاتا لیکن مسلمانوں کی زندگی کا خورد ونوش کے لحاظ سے نہ یورپ میں انتظام ہے اور نہ ایشیا میں۔ اور اہل یورپ یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کیا کھاتا ہے۔ اور کیا نہیں کھاتا۔ میرے ایک عزیز دوست نے یہ واقع سنایا۔ کہ وہ اپنے ایک انگریز دوست کے گھر گیا۔ تو اس انگریز نے بہت بڑی خاطر اسکی یہ کی کہ تلا ہوا خنزیر اس کے آگے لا رکھا۔ وہ کسی یہودی کے سامنے اس طریق خاطر کی جرات نہیں کر سکتا۔ اس واقع پر مینے اپنے دوست کو سرزنش کی۔ کہ تم نے انگریز کو دوست بنایا۔ مگر اس بات سے آگاہ نہ کیا۔ کہ مسلم کیا کھاتا ہے اور کیا نہیں کھاتا۔ اسی طرح واپسی پر جہاز کے صفر میں ایک سید صاحب آل رسول ﷺ سے ملاقات ہوئی جو پنجابی تھے۔ اُن سے مینے دریافت کیا۔ شاہ صاحب جب آپ ان ممالک میں تجارتی اغراض کے لئے سفر کرتے ہیں تو کھانے پینے کی کیا احتیاط کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے نہایت بےتکلفی سے جواب دیا کہ ہمیں کے ساحل پر جب اترتے ہیں تو کلمہ پڑھ لیتے ہیں۔ پر مسلمانوں کے لئے تجارت ضروری ہے۔ اور اپنی تمام ضروریات کو اپنے ہاتھ میں لینا ان کا اہم فرض ہے۔ مسلمانوں نے خرچ کرنے کے لئے تو بے شمار صیغہ اور رسومات اپنے گلے ڈال رکھے ہیں لیکن تجارت جس کی طرف خدا نے توجہ دلائی۔ اور جسکی طرف خدا کے حبیب نے یہ فرما کر کہ تمام ذرائع جو مال کمانے کے ہیں وہ ایک حصہ مال کمائیں گے۔ اور تجارت نو حصے مال کمائیگی توجہ دلائی۔ اور اپنی زندگی کا کوئی حصہ حضور عَلَیۡہِ السَّلَامُ نے اگر کسی دنیوی کسب میں لگایا۔ تو وہ تجارت تھی مگر اب مسلمان اس سے بالکل غافل ہو گئے۔ خلفاء راشدین تجارت کرتے رہے۔ اسلام پھیلا تو تاجروں کے ذریعہ سے لیکن جو قوم اپنی تاریخ کو بھول جائے اور ایسی سوئے کہ جگانے سے بھی نہ جاگے اس کا کیا علاج۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ پر رحم فرمائے ہے۔

اس کے بعد عقلی پہلو کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

تاجر اشاعت دین اور تبلیغ کا کام دوسروں سے زیادہ کرسکتا ہے۔ کیونکہ اس کو ہر قسم کے انسانوں کے ساتھ ملاقات کا کثرت سے اتفاق ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کو اس سے معاملہ پڑتا ہے۔ اگر یہ خوش معاملہ ہو۔ اس کی نیک نامی فوراً دلوں کو اس کی طرف متوجہ کر دیتی ہے پس لازماً اس کا اثر دوسروں کی نسبت زیادہ پڑھتا ہے۔ اور یہ زیادہ اشخاص کو اپنے خیالات سے آگاہ کرسکتا ہے۔

دوسرا امر یہ کہ تاجر چونکہ لوگوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس لئے طبعاً لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں اور جس کے لوگ محتاج ہوں وہ لوگوں کا مالک ہوتا ہے۔ گاؤں میں ایک ساہوکار ہوتا ہے۔ تمام گاؤں پر اس کا قبضہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہے کہ وہ لوگوں کا قبلہ حاجات بنا ہوتا ہے۔

تیسرا امر یہ ہے کہ تاجر سفر کرسکتا ہے اور منافع سفر اور پیشہ وروں سے زیادہ حاصل کرسکتا ہے۔ ایک صاحب بھیرہ کے رہنے والے تھے جو تجارت کا شغل رکھتے تھے اسی شغل میں انہوں نے ستائیس حج کئے۔ بھیرہ آکر انہوں نے سفر کے قابل سامان لے لینا۔ اور ریل پر سوار ہو جانا گاڑی میں بھی سامان بیچتے جانا۔ اسٹیشنوں پر بھی جب موقع ملا بیچا۔ جس شہر میں اُترے وہاں بیچا۔ جہاز میں بھی یہی سلسلہ رہا۔ مکہ مکرمہ بھی روزانہ ایک دو گھنٹے اسی شغل میں لگا دیئے۔ پھر مکہ مکرمہ سے واپسی میں مختلف ممالک کے عجائبات خرید لئے۔ کچھ غلاف شریف لے لینا۔ جو بھیرہ تک بیچتے چلے آنا ہے۔

چوتھا امر یہ ہے کہ جس قوم کے ہاتھ میں سیاست ہو۔ وہ تجارت کے ذریعہ سے اپنے ملک اور دوسرے ملک کے حالات کی پوری نگرانی کرسکتی ہے۔ کوئی تعجب نہیں۔ کہ خفیہ پولیس یا جاسوس تاجروں کی صورت میں پھرتے ہوں پچھلے جنگ میں تجارت پیشہ لوگوں کے ذریعہ کئی ایسے واقعات ہوئے کہ تاجروں نے اپنے ملک کو بہت بڑے فائدے پہنچائے۔

پانچواں امر۔ کئی لوگ مسلمانوں میں سے سلطنت کی خواہش کرتے اور سلطنت کی خوابیں دیکھتے ہیں حالانکہ سلطنت کے اغراض میں سے بڑی غرض حفاظت مال ہے جس قوم کے پاس مال نہیں۔ اس نے حفاظت کی چیز کی کرنی ہے۔ ایسی قوم کا سلطنت کے متعلق خواہش کرنا اس شخص کے مطابق ہے جو بیکس اور ٹرنک بنواتا ہے اور اُن کے اندر رکھنے کے لئے اُس کے پاس کپڑا وغیرہ کوئی سامان نہیں۔ اگر ڈاکٹر ایسے شخص کو مینیا کا مریض قرار دے گا۔ تو وہ قوم جو سلطنت کی متمنی بغیر مال کے ہے اس کے متعلق بھی ڈاکٹر ایسی ہی رائے رکھنے پر مجبور ہو گا۔ آجکل بڑی سلطنتیں۔ اس لئے نہیں لڑتیں اور نہ گزشتہ جنگ عظیم اس لئے ہوئی۔ کہ کسی قوم کو توسیع سلطنت کی ضرورت ہے۔ بلکہ ان کی کشمکش صرف اس لئے ہے۔ کہ ہر قوم اپنے تجارتی اثر کو وسعت دینا چاہتی ہے۔ پس تجارت اصل ہے اور سلطنت اس کی فرع یا خادم ہے۔

چھٹا امر مسلمانوں کی اخلاقی حالت کا گرے ہوئے ہونا خود ان کو بھی معلوم ہے اور غیر قوموں کو بھی معلوم ہے۔ مگر زیادہ بد نام کنندے اور قوم کو نہایت حقیر کرنے والے تین امر ہیں۔ خیانت - جھوٹ۔ بے صبری اور ان تینوں کی اصلاح تجارت کے ذریعہ سے ہوتی ہے کیونکہ تجارت چل ہی نہیں سکتی۔ جب تک کسی میں یہ تین مرضیں پائی جائیں۔ تجارت ایک عظیم الشان مصلح کا کام دیتی ہے۔ عیسائیوں اور ہندوؤں پر جو لوگ اعتبار کرتے ہیں۔ تو کیا ان کے مذہب کی سچائی کی وجہ سے کرتے ہیں نہیں بلکہ تجارت نے ان کے اندر سچائی اور دیانتداری اور استقلال پیدا کر دیا ہے۔ کیونکہ ان خصائل کا قیام تجارت کے لئے ضروری ہے۔

پس عقل اور نقل سے تجارت کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے اس پیشے کے اختیار کرنے کی مسلمانوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ اس دفعہ ٹکسلا راولپنڈی کے علاقہ میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کے مسلمانوں نے بہت بہت کی کہ ۴۳ دوکانیں شہر ٹکسلا میں کھولدیں اور قریباً ساتھ گاؤں اُس شہر کے گرداگرد مسلمانوں کے ہیں وہ اُن کے مددگار ہیں۔ اب کسی تھوک فروش دوکاندار کی ضرورت ہے تا کہ یہ ۴۳ دوکانیں مسلمانوں کی اس سے سودا لیں۔ اللہ تعالے ہی کسی مسلمان کے دل میں ڈالے۔ تا کہ وہ تھوک فروشی کی دوکان اُن مسلمانوں کے لئے ٹکلا میں جا کر کھولے۔ (الفضل قادیان، ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۷،۸)

قدیم اسلامی تجارتی راستوں کا ایک نقشہ
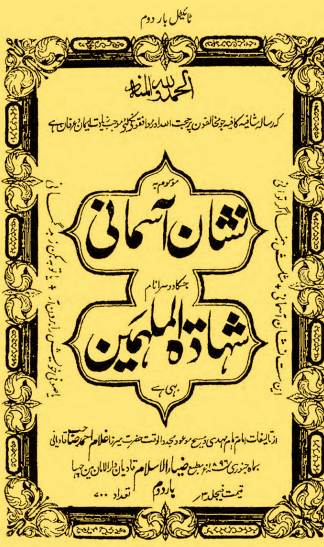
رسالہ نشان آسمانی میں مذکور چند صحابہ کا تعارف

مجلس انصار اللہ کینیڈا کے تعلیمی نصاب ۲۰۲۳ء کی آخری سہ ماہی میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''نشان آسمانی'' ہے جس کا تعارف پچھلے شمارے میں دیا گیا تھا۔ اب اس مضمون میں چند اصحاب مسیح موعودؑ کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے جن کا ذکر حضرت اقدسؑ نے کتاب کے آخر میں ''رسالہ نشان آسمانی کی امداد طبع کے لئے جو مخلص دوستوں کی طرف خط لکھے گئے تھے ان کا خلاصہ جواب'' کے تحت فرمایا ہے۔ یہ چار صحابہ ہیں جن میں سے چوتھے نمبر پر حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب بھیرویؓ خلیفۃ المسیح الاول ہیں، ان کے علاوہ باقی تین صحابہ کا مختصر تعارف یوں ہے:

حضرت مولوی سید تفضّل حسین صاحبؓ تحصیلدار علی گڑھ

حضرت مولوی محمد تفضّل حسین صاحبؓ ولد الطاف حسین صاحب اصل میں اٹاوہ (یوپی۔ انڈیا) کے رہنے والے تھے لیکن اپنی ملازمت کے سلسلے میں علی گڑھ میں مقیم تھے۔ کتاب براہین احمدیہ کے مطالعہ سے ہی حضرت اقدسؑ کے ساتھ رشتہ مخلصانہ اعتقاد کا رشتہ قائم کر لیا اور حضورؑ کے دعویٰ بیعت پر مورخہ ۷/اپریل ۱۸۸۹ء کو حضرت اقدسؑ کے مبارک ہاتھ پر داخل احمدیت ہوئے جبکہ حضورؑ آپؓ کی دعوت پر خود علی گڑھ تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''حبّی فی اللہ مولوی محمد تفضّل حسین صاحب..... یہ عاجز جب علی گڑھ میں گیا تھا تو درحقیقت مولوی صاحب ہی میرے جانے کے باعث ہوئے تھے اور اس قدر انہوں نے خدمت کی کہ میں اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا.....'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۳) سلسلہ احمدیہ کے قائم ہونے سے جو مالی قربانی کے تقاضے سامنے آئے تو آپ نے بھی مسابقت کا جذبہ دکھایا اور سلسلہ کی ضروریات کے لیے چندہ دینے کا باقاعدہ اہتمام کیا۔ کتاب نشان آسمانی میں بھی کتاب کی اشاعت کے لیے آپ کی مالی قربانی کے حوالے سے ذکر محفوظ ہے۔ آپ ۳۱۳ کبار صحابہ میں شامل تھے جہاں آپ کا نام ۱۳۷ نمبر پر موجود ہے۔ حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؓ آپ ہی کے ذریعہ احمدیت سے متعارف ہوئے اور پھر بیعت کی۔ فروری ۱۹۰۴ء میں آپ ایک لمبے عرصہ بعد قادیان حاضر ہوئے اور حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضری دی۔ مورخہ ۳/ نومبر ۱۹۰۴ء کو اپنے وطن اٹاوہ میں وفات پائی۔ (البدر یکم و ۸/ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۳)

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ

آپ سلسلہ احمدیہ کے ایک عظیم اور درخشندہ گوہر تھے۔ آپ یکم جنوری ۱۸۷۰ء کو پیدا

ہوئے۔ آپ بھارتی صوبہ پنجاب میں واقع ریاست مالیر کوٹلہ کے نوابوں میں سے تھے۔ ۱۸۹۰ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں آپ کی بابت فرمایا: ''جوان، صالح، ان کی خداداد فطرت بہت سلیم اور معتدل ہے۔ التزام نماز میں اہتمام ہے منکرات و مکروہات سے بکلی مجتنب ہیں۔ مجھے ایسے

شخص کی خوش قسمتی پر رشک ہے جس کا ایسا صالح بیٹا ہو۔'' آپ نے حضرت اقدسؑ کی زندگی میں اور بعد میں بھی سلسلہ احمدیہ کے لیے قابل رشک اور بے پناہ مالی قربانی کی توفیق پائی۔ آپ وابستگان اسلام کے ہمدرد، رسم و رواج کے مخالف، غرباء کے لیے دردمند دل رکھنے والے، امور آخرت کے لیے ہر دم فکرمند، نماز و روزہ کے پابند، دعا گو، تہجد گزار، خلافت کے انتہائی مطیع اور خدمت سلسلہ اور تبلیغ کو عین فرض یقین کرنے والے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دختر نیک اختر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ آپ کے عقد میں آئیں۔ مورخہ ۱۰؍فروری ۱۹۴۵ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں حضرت اقدس علیہ السلام کے قرب میں چار دیواری کے اندر دفن کیے گئے۔ تفصیلی حالات کے لیے دیکھیں اصحاب احمد جلد دوم مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔

حضرت حکیم فضل الدین بھیروی رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم حافظ فضل دین صاحبؓ بھیرہ کی ایک معزز خواجہ فیملی میں ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کے ساتھ دوستانہ تعلق تھا۔ آپؓ کی بیعت ۱۸۹۱ء کی ہے۔ کتاب ''ازالہ اوہام'' میں حضور علیہ السلام نے آپؓ کے صدق و اخلاص اور مالی قربانی کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ بھی قادیان میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ آپؓ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہاں (قادیان میں) مَیں نکمّا بیٹھا کیا کرتا ہوں، مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں درس القرآن دیا کروں گا، یہاں مجھے شرم آتی ہے کہ مَیں حضورؑ کے کسی کام نہیں آتا اور شاید بے کار بیٹھنے میں کوئی معصیت ہو۔ حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کا بے کار بیٹھنا بھی جہاد ہے اور یہ بے کاری ہی بڑا کام ہے۔ آپؓ مدرسہ احمدیہ کے سپرنٹنڈنٹ اور کتب خانہ حضرت اقدسؑ کے مہتمم بھی رہے۔ لنگر خانہ کا کام بھی آپؓ کے سپرد تھا۔ ضمیمہ رسالہ '' انجام آتھم '' میں حضورؑ حاشیہ کے ایک نوٹ میں آپؓ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ''حکیم صاحب مال اور جان سے اس راہ میں ایسے ہیں کہ گویا محو ہیں۔'' آپ نے ۸؍اپریل ۱۹۱۰ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔
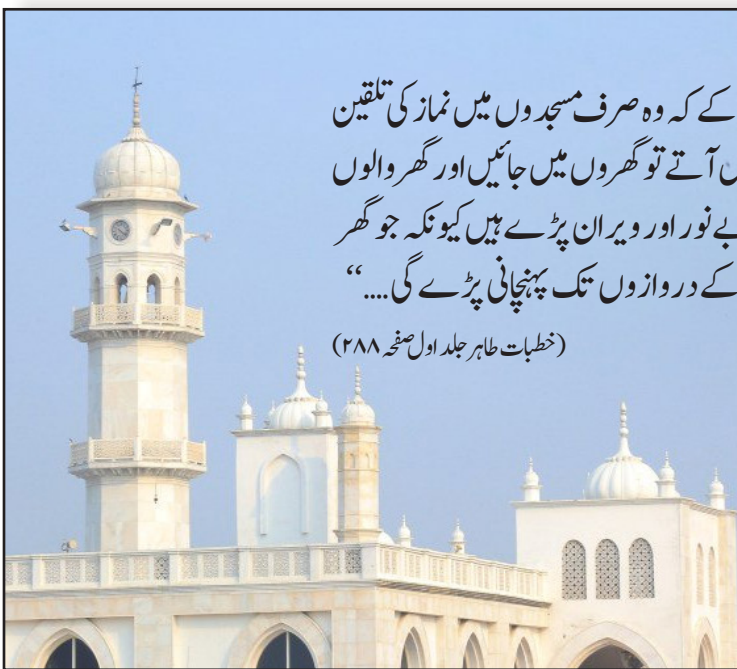
انتخاب از فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دینِ پاک ست ملّتِ اسلام   ازخدائیکه ہست علمش تام

پاک دین صرف اسلام کا دین ہے اور یہ اُس خدا کی طرف سے ہے جس کا علم کامل ہے۔

زیں که دیں از برائے آں باشد   که زباطل بحق کشاں باشد

چونکہ دین اس لیے ہوتا ہے کہ باطل سے چھڑا کر حق کی طرف کھینچ کر لے جائے۔

ویں صفت ہست خاصهٔ فرقان   ہر اصولش موثق ازبُرہاں

تو یہ بات قرآن کا خاصہ ہے اور اُس کا ہر اُصول دلیل سے ثابت ہے۔

با براہینِ روشن وتاباں   مے نماید رہ خدائے یگاں

وہ روشن اور چمکدار دلائل کے ساتھ خدائے واحد کا راستہ دکھاتا ہے۔

من گر امروز سیم داشتمے   آں براہین بزر نگاشتمے

اگر آج میرے پاس روپیہ ہوتا تو اُن دلائل کو سونے (کے پانی) سے لکھتا۔

اللہ اللہ چه پاک دین ست ایں   رحمت ربّ عالمین ست ایں

اللہ اللہ! یہ کیسا پاک مذہب ہے جو سراسر ربّ العالمین کی رحمت ہے۔

آفتابِ رہِ صواب است ایں   بخدا به زآفتاب ست ایں

یہ راہ راست کا سورج ہے، خدا کی قسم! یہ دین سورج سے بھی بہتر ہے۔

مے برآرد زجہل وتاریکی   سوئے انوارِ قُرب ونزدیکی

جہالت اور اندھیرے سے نکال کر قرب و وصل کے انوار کی طرف لاتا ہے۔

مے نماید به طالبان رہِ راست   راستی موجب رضائے خدا ست

طالبوں کو راہ راست دکھاتا ہے اور راستی خدا کی رضا کا موجب ہے۔

گرترا ہست بیمِ آں وادار   به پذیروزخلق بیم مدار

اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو مذہب اسلام کو قبول کر اور لوگوں سے مت ڈر۔

چوں بود برتو رحمتِ آں پاک   دیگر ازلعن وطعنِ خلق چه باک

جب اُس خدائے پاک کی رحمت تجھ پر ہو تو پھر تجھے مخلوق کی لعنت اور طعنوں سے کیا ڈر ہے۔

لعنتِ خلق سہل وآسان ست   لعنت آن ست که زرحمان ست

خلقت کی لعنت آسان اور سہل ہے، دراصل لعنت وہ ہے جو خدا کی طرف سے پڑتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد نمبر 1 ۔ ترجمہ از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

ذیابیطس کے مریض پھلوں میں بلیو بیری کو ترجیح دیں

میری لینڈ: ماہرینِ غذائیت نے ذیابیطس کے مریضوں کو دیگر پھلوں پر بلیو بیریز کو فوقیت دینے کا مشورہ دے دیا۔ ذیابیطس میں اسپیشلائزیشن کرنے والی ایک ماہر غذائیت کے مطابق یہ پھل دیگر پھلوں کی نسبت خون میں شوگر کے خطرناک اضافہ کرنے کا سب سے کم خطرہ رکھتا ہے۔ اس بیماری میں انسانی جسم مناسب مقدار میں انسولین (غذا کو توانائی میں بدلنے والا ہارمون) نہیں بنا پاتا جس کے نتیجے میں خون میں گلوکوز کی مقدار بڑھتی ہے اور پھر اس کے سبب بلڈ شوگر کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے جو صحت کی متعدد پیچیدگیوں کی وجہ بنتی ہے۔ یونیورسٹی آف میری لینڈ چارلس ریجنل میڈیکل سینٹر سے تعلق رکھنے والی جو سیلین لورین نے اپنے ذیابیطس کے مریضوں کو بلیو بیری کی تجویز دینے کی وجوہات بتائیں۔ جو سیلین کے مطابق فائبر سے بھرپور بلیو بیریز خون میں شوگر کی مقدار کو بڑھنے سے روک سکتی ہیں۔ فائبر پھلوں میں موجود شوگر کے خون میں اخراج کے عمل کو سست کرتا ہے۔ ایک کپ بلیو بیریز میں تقریباً ۳.۶ گرام فائبر ہوتا ہے جبکہ کیلوں کی اتنی مقدار ۳.۱ فائبر رکھتی ہے۔ سیب میں فائبر کی مقدار معمولی سی زیادہ ہوتی ہے لیکن بلیو بیری میں شوگر کی مقدار سیب کی نسبت ۴ گرام کم ہوتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ حراروں کی کم مقدار ہونے کی وجہ سے بلیو بیریز کا زیادہ مقدار میں کھایا جانا دیگر پھلوں کے برعکس وزن میں اضافے کا امکان انتہائی کم رکھتا ہے۔ بلیو بیریز صحت کے لیے مفید متعدد اجزاء سے بھرپور ہوتی ہیں۔ ان اجزاء میں فائبر، وٹامن سی اور کے اور مینگنیز شامل ہوتے ہیں۔ مینگنیز وہ اہم جزو ہے جو جسم میں ہڈی اور بافت کو جوڑے رکھنے میں مدد دیتا ہے اور خون جمنے کے مسئلے کو حل کرتا ہے۔

(بشکریہ: ایکسپریس نیوز)

Canyon Sainte-Anne

اگر آپ سیر کے لیے کیوبک سٹی [Quebec City] کا پروگرام بنا رہے ہیں خصوصًا موسم گرما اور خزاں میں تو ہمارا مشورہ ہے کہ آپ اس شہر سے آدھ گھنٹے کے فاصلہ پر واقع قدرتی حسن سے مالا مال Canyon Sainte-Anne کو بھی ضرور شامل پروگرام رکھیے۔ کیوبک سٹی سے ہائی وے ۱۳۸ پر نکلیں تو قریبًا چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر دریائے سینٹ لارنس پر Beaupre شہر آئے گا جس کے قریب ہی یہ خوبصورت Canyon (اس کا اردو لفظ نہیں ملا) واقع ہے۔ گھنے اور اونچے درختوں میں گھِرے قدرتی طور پر پانی کے بہاؤ سے تراشیدہ نہایت تنگ چٹانوں کے درمیان سے مختلف سطحوں پر آبشار بناتا Sainte-Ann River کا نظارہ نہایت دلکش اور خوبصورت ہے جو ہر سال قریبًا ایک لاکھ سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ ۲۴۳ فٹ کی بلندی سے گرنے والی اس شور مچاتی آبشار کو آپ اس کے ارد گرد بنائی جانے والی trail کے ذریعے مختلف زاویوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ پیدل چلتے ہوئے اس trail میں تین خوبصورت suspension bridge آتے ہیں جن میں سے ایک دریا سے ۱۹۷ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یاد رکھیے اس جگہ میں داخلے کے لیے ٹکٹ خرید نا ہوتا ہے جو آپ کو وہیں داخلی دروازے سے مل سکتا ہے۔ اس جگہ کی ایک اور خاص بات اس میں لگایا جانے والا zipline کی طرز کا ایک جھولا ہے جو ایک مضبوط لوہے کی تار پر آپ کو اس جگہ کی اونچائی پر لے جاتا ہے جہاں سے آپ اس پوری جگہ کا فضائی نظارہ کر سکتے ہیں لیکن اس کے لیے دل کو تھام کر بیٹھنا ضروری ہے حالانکہ جھولے کا سفر ایک منٹ سے بھی کم ہے۔ ہاں اس جھولے کا ٹکٹ الگ خریدنا ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ قابل دید جگہ مئی تا اکتوبر کھلی رہتی ہے اور موسم سرما میں بند ہو جاتی ہے۔ اس خوبصورت جگہ کے متعلق آپ مزید معلومات درج ذیل ویب سائٹ پر دیکھ سکتے ہیں۔ https://canyonsa.qc.ca/

زاوية العرب

آية قرآنية

إِنَّ اللّٰه وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(الأحزاب: 57)

حديث شريف

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ: قَبَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا. فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

(صحيح البخاري، كتاب الأدب)

من كلام الإمام المهدي

”وكذلك علّم اللّٰه عباده دعاء: اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ * صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ، ومعلوم أن من أنواع الهداية كشفٌ وإلهام ورؤيا صالحة ومكالمات ومخاطبات وتحديث لينكشف بها غوامض القرآن ويزداد اليقين، بل لا معنى للإنعام من غير هذه الفيوض السماوية، فإنها أصل المقاصد للسالكين الذين يريدون أن تنكشف عليهم دقائق المعرفة،

ويعرفوا ربهم في هذه الدنيا، ويزدادوا حُبًّا وإيمانا، ويصِلوا محبوبهم متبتّلين. فلأجل ذلك.. حثَّ الله عبادَه على أن يطلبوا هذا الإنعام من حضرته، فإنه كان عليما بما في قلوبهم من عطش الوصال واليقين والمعرفة، فرحِمهم وأمدّ كلَّ معرفة للطالبين، ثم أمرهم ليطلبوها في الصباح والمساء والليل والنهار، وما أمرهم إلا بعدما رضي بإعطاء هذه النعماء، بل بعدما قدّر لهم أن يُرزَقوا منها، وبعدما جعلهم ورثاء الأنبياء الذين أُوتوا مِن قبلهم كلَّ نعمة الهداية على طريق الأصالة. فانظر كيف منَّ الله علينا.. وأمَرنا في أمّ الكتاب لنطلب فيه هدايات الأنبياء كلها، ليكشف علينا كل ما كشف عليهم، ولكن بالاتّباع والظلّية، وعلى قدرِ ظروف الاستعدادات والهمم. فكيف نردّ نعمة الله التي أُعِدّت لنا إن كنّا طُلباء الهداية؟ وكيف نُنكرها بعدما أُخبرنا عن أصدق الصادقين؟"

(مقتبس من كتاب حضرة مرزا غلام أحمد القادياني عليه السلام، حمامة البشرى، ص169)

مقتبس من خطبة الجمعة

"الناس يسألون عن دعاء أو ذكرٍ يولِّد في نفوسهم تغيرا طاهرا، وأن يدوم ذلك الانقلاب إذا حدث، فأقول لهم إن أكبر دعاء وأعظم ذكر هو الصلاة بشرط أن تصلوها مؤدّين حقوقها. ولهذا قد ورد في الحديث أن النبي قال: الصلاة مخ العبادة، فمن ظفر بالمخّ فلا تبقى له حاجة في أي نوع من الأذكار والأدعية، هذا المخ الذي لا يشمل كل أنواع الأدعية فحسب، بل يشمل شتى حالاتِ الإنسان أيضا التي تُكسبه قرب الله من التواضع والتضرع والخضوع، فحين تُسمّون أنفسكم أنصار الله فأول ما يترتب على هذا اللقب من مقتضيات وأعظمها وأهمها هو أن تسجلوا أعلى مستويات عبادته".

(مقتبس من الخطاب الذي ألقاه أمير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور أحمد أيده الله تعالى بنصره العزيز، يوم 04/10/2009، بمناسبة اجتماع مجلس أنصار الله بريطانيا في إسلام آباد)

القضية الفلسطينية

(معتز القزق، أستاذ الجامعة الأحمدية -كندا)

حب المسيح الموعود للعرب:

إن إخلاص الأحمدية وولاءها للعالم الإسلامي والعربي منذ تأسيسها إلى يومنا هذا غنيّ عن البيان. ولقد كانت قضايا العرب والمسلمين في صلب اهتماماتها دوما.

ولقد أحب المسيح الموعود العرب حبا جما لحبه الصادق لسيده وسيدنا المصطفى، وكتب كثيرا من رقيق العبارات التي تفيض بالمحبة والشوق إلى العرب وإلى اللقاء بهم وزيارة ديارهم وسككهم، منها قوله:

"السلام عليكم أيها الأتقياء الأصفياء من العرب العَرْباء. أنتم خيرُ أُمم الإسلام وخيرُ حزب الله الأعلى ... يا سكانَ أرض أوطأته قدمُ المصطفى، رحمكم الله ورضي عنكم وأرضَى، إن ظني فيكم جليل، وفي روحي للقائكم غليل. يا عبادَ اللّهِ، وإني أَحِنُّ إلى عِيانِ بلادكم، وبركاتِ سوادِكم، لأزورَ مَوطِئَ أقدامِ خيرِ الورى، وأجعلَ كُحْلَ عيني تلك الثرى، ولأَزورَ صلاحَها وصُلحاءَها، ومَعالِمَها وعُلماءَها، وتَقَرَّ عيني برؤيةِ أوليائِها، ومَشاهِدِها الكبرى. فأَسْأَل اللّه تعالى أن يرزُقَني رؤيةَ ثراكم، ويَسُرَّني بمَرآكم، بعنايتِه العظمى.

يا إخوان .. إني أُحِبُّكم، وأُحِبُّ بلادَكم، وأُحبُّ رَمْلَ طُرُقِكم وأَحجارَ سِكَكِكم، وأُوثِرُكم على كلِّ ما في الدنيا."

(مرآة كمالات الإسلام، الخزائن الرواحانية، ج 5 ص 419 إلى 422)

القضية الفلسطينية:

لقد أولى خلفاء المسيح الموعود الإهتمام الكبير بالقضية الفلسطينية ومواساة الشعب الفلسطيني المظلوم.

فعندما مزق الاستعمار فلسطين وأقرّ تقسيمها في الأمم المتحدة عام 1947 كتب الخليفة الثاني - رضي الله عنه - نشرتين: "هيئة الأمم المتحدة وقرار تقسيم فلسطين" و"الكفر ملة واحدة" .. بيّن فيهما موقف الجماعة من هذه القضية الحساسة، ودعا فيهما العالم الإسلامي لنبذ الخلافات وتوحيد الصفوف لمواجهة إسرائيل. وقام بتوزيع النشرتين في العالم العربي على نطاق واسع جدا. ومما ذكر في كتيب "الكفر ملة واحدة":

"إن قضية فلسطين تهمّ العالم الإسلامي كله. إن فلسطين على مقربةٍ من الأرض المقدسة التي فيها مرقد سيدنا ومولانا محمد المصطفى، الذي كانت اليهود تخالفه في حياته أيضا، وتعارضه في أعماله بكل وقاحة، مع أنهم لم يروا منه إلا البر والخير والكرم...

إن القضيّة ليست قضيّة فلسطين، وإنما هي قضية المدينة المنورة. المسألة ليست مسألة بيت المقدس، وإنما هي مسألة مكة المكرمة ذاتها. القضيّة ليست قضيّة زيد أو عمرو، بل هي قضيّة عِرض محمد رسول الله.

من مواقف الخليفة الخامس أيده الله بنصره العزيز:

لما حدثت الاعتداءات في القدس والعدوان على غزة عام 2021، تكلم حضرته في خطبة عيد الفطر المبارك في 14 أيار 2021 من المسجد المبارك في لندن حول هذه الأحداث ولفت انتباه أفراد الجماعة إلى ضرورة الدعاء للفلسطينيين الذين تُصبّ عليهم مظالم جمة، ومن هذه المظالم منعهم للوصول إلى المسجد الأقصى بإغلاق الطرق أو استخدام الشدة والعنف ضدهم...، وتكلم حضرته عن معاناة أهالي حي "الشيخ جراح" ومحاولات إخراجهم من ممتلكاتهم جبرا.

وتكلم حضرته عن العدوان على سكان مدينة غزة، وممارسات إسرائيل الظالمة بحقهم حين بدأت بقصفهم بالقذائف والغارات الجوية ، بحجة أنهم يستهدفون المقاتلين المتخفين بين الناس. وذكر حضرته أنهم في الحقيقة يمارسون الظلم ويقتلون المدنيين، أن الشرطة الإسرائيلية تمنع الجرحى والمصابين من الوصول إلى الخيم الطبية.

وقال حضرته: "نسأل الله تعالى أن يرحم الفلسطينيين ويفرج عنهم ويبطش بالظالمين الذين يتعرضون لهم في المسجد الأقصى...

على أية حال، رحم الله تعالى الفلسطينيين؛ إذ إن أفراح العيد قد تحولت لهم إلى جبال من الآلام والأحزان. بدّل الله تعالى همومهم أفراحًا ووهبهم الحياة الآمنة الهادئة، ووهبهم الله تعالى قيادة راشدة تقودهم نحو الرشد والسداد".

ونوّه حضرته في نفس الخطبة إلى دور البلاد الإسلامية:

"لو لعبت البلاد الإسلامية دورها مجتمعة فيمكنها إنقاذ المسلمين المظلومين في فلسطين وفي غيرها من الظلم. ولكن الأمة الإسلامية أيضا لا تجتمع، فلم تكن ردة فعل الأمة والبلاد الإسلامية قوية كما ينبغي أن تكون. فلا يخرج منهم إلا تصريحات ضعيفة عادية في حين أنه لو كان هناك تصريح موحد كبير منهم جميعا لكان يتمتع بالقوة. على أية حال، ندعو الله تعالى أن يهب قادة المسلمين العقل ويهب الإسرائيليين العقل أيضا حتى لا يظلموا، وأن يهب الله تعالى العقل للفلسطينيين أيضا الذين يتصرفون بحسب ما يخطر ببالهم بدون قيادة حكيمة في حال قد صدر منهم أي نوع من الظلم، ولكن الحقيقة هي أنهم مظلومون فلا يصدر منهم أي ظلم، فإذا كانوا يستخدمون العصي فإنهم يواجهون المدافع التي تقصفهم. وقلت قبل هذا أنه لا وجه للمقارنة بين القوة التي يستخدمونها والتي تستخدم ضدهم. فهناك حاجة ماسة للدعاء من أجل الفلسطينيين أن يحسن الله تعالى أحوالهم ويهيئ لهم أسباب حريتهم، وأن يمكنهم الله تعالى من الثبات على الأراضي التي هي بحوزتهم وفق ما اتُّفق عليه".

أحداث اليوم:

وفي هذه الأيام عاد الاضطراب بشدة في فلسطين، واشتدت الأحوال في غزة، حيث يعاني الأطفال والنساء والمرضى والمستشفيات نتيجة الحرب على غزة بين إسرائيل وحركة حماس. فإلى اليوم يزيد عدد الضحايا الفلسطينيين عن 10 آلاف، والوضع الإنساني صار لا يطاق، والدمار كبير، والوضع في تفاقم.

ومنذ بداية هذه الحرب نادى إمام الجماعة الإسلامية الأحمدية العالمية إلى ضرورة وقف التصعيد في الحرب الفلسطينية الإسرائيلية وأدان حضرته قتل المدنيين الأبرياء من كلا الجانبين في الحرب بين حماس وإسرائيل وأعرب عن خوفه من خروج الوضع عن نطاق السيطرة.

ومنذ بداية هذه الحرب أصدرت الجماعة الإسلامية الأحمدية العالمية وفقًا لتوجيهات إمامها ، حضرة ميرزا مسرور أحمد البيان التالي:

بيان باسم الجماعة الإسلامية الأحمدية:

"على مدار الأيام القليلة الماضية، قُتل وجُرح مئات الإسرائيليين والفلسطينيين، بمن فيهم النساء والأطفال

والشيوخ نتيجة للعنف غير المبرر وسفك الدماء.

إن قتل أو إيذاء المدنيين الأبرياء انتهاكٌ صريح لتعاليم رسول الله الذي علمنا أنه لا يجوز، حتى في حالة الحرب، استهداف أو إيذاء أي امرأة أو طفل أو شيخ بأي شكل من الأشكال، ولا ينبغي مهاجمة أي رجل دين أو دار عبادة.

تعرب الجماعة الإسلامية الأحمدية عن تعازيها الحارة لكل من فقد عزيزًا أو تضرر بأي شكل من الأشكال، وعن مواساتها القلبية للجميع.

نحث على الوقف الفوري للأعمال العدائية وندعو الله أن يسود السلام حتى لا تتم خسارة المزيد من الأرواح. ولأجل ذلك، من الضروري أن تظل قنوات الاتصال بين الأطراف والدول المعنية مفتوحة.

وإلى أن يتم وقف إطلاق النار، فإن أي عمل عسكري يتم اتخاذه يجب أن يضمن عدم تعرض المدنيين لأي ضرر.

علاوة على ذلك، يتعين على الدول الإسلامية في المنطقة أن تتحد في الجهود الرامية إلى إحلال السلام وضمان حماية حقوق الأبرياء من الشعب الفلسطيني الذين لا تربطهم أي صلة بالمتطرفين.

إننا نحث الولايات المتحدة والدول الأخرى ذات النفوذ على الامتناع عن أي أفعال أو تصريحات من شأنها أن تزيد من تأجيج الوضع المضطرب. وعليها بدلًا من ذلك، إلى جانب المنظمات الدولية ذات الصلة، بذل كل جهد ممكن لتهدئة الصراع بشكل عاجل وضمان السلام في أقرب وقت ممكن.

إن للعدالة والإنصاف أهمية قصوى في تحقيق السلام الدائم والمستدام. وبالتالي، على كافة القوى الكبرى أن تركز على إقامة السلام طويل الأمد والذي يقوم على مبادئ الإنصاف والعدالة الحقيقية".

وخلال خطبة الجمعة، حذر حضرته من أن حرب عالمية تلوح في الأفق، وأكد على تواطؤ زعماء العالم بسياساتهم الظالمة، وانتقد تحيز وسائل الإعلام الغربية في تغطية الحرب الإسرائيلية الفلسطينية، ووجه نداء عاجلا للدعاء الجماعي.

وقد تحدث حضرته أمام حشد من المئات في المسجد المبارك في إسلام أباد بالمملكة المتحدة، وتم بث خطابه إلى الملايين حول العالم من خلال قناة إم تي إيه العالمية وقال: "إن ظروف الحرب تشتد بسرعة، ويترشح من السياسة التي تتبعها حكومة إسرائيل والدول الكبرى أن الحرب العالمية تلوح في الأفق الآن. لقد بدأ زعماء بعض الدول الإسلامية أيضًا يقولون كذلك علنًا الآن، كما بدأت تقول روسيا والصين، وأصبح المحللون الغربيون أيضا يقولون ويكتبون بأن نطاق هذه الحرب آخذ في الاتساع الآن. إذا لم يتم اعتماد سياسة عاجلة وحكيمة، فسوف يؤدي الوضع الراهن بالعالم إلى الهلاك. كل شيء ينشر الآن في الأخبار، والأوضاع كلها أمامكم.".

وانتقد حضرته افتقار قادة القوى الغربية إلى العدالة والشجاعة في الدعوة إلى وقف إطلاق النار أو إدانة الفظائع:

"ما لم يسعَ قادة العالم بشجاعة لوقف إطلاق النار، فإنهم يتحملون مسؤولية دفع العالم نحو الدمار".

معلومات دينية

س: ما هو الاسم الحقيقي لِجَدِّ رسولِ الله ﷺ عبدِ المطلب؟

ج: اسمه الحقيقي شَيبة بن هاشم، فعند وفاة هاشم، خلفه أخوه المطلب في توليه سقاية الحجيج، فلما أخبره أحدٌ بِنَجابةِ ابنِ أخيه شيبة بن هاشم ولباقتِه - وكان شيبة يومئذ مقيما في المدينة- جاء به المطلب إلى مكة، وحين رآه الناس الذين ما كانوا يعرفونه حسبوه عبدًا للمطّلبِ فاشتهر بعبد المطلب.

س: كم سنة ربّى عبد المطلب حفيده ﷺ؟

ج: سنتين تقريبا، وذلك بعد وفاة والدته "السيدة آمنة".

س: كم كان عمر عبد المطلب عند وفاة والدة رسول الله ﷺ؟

ج: ثمانين عاما، وفي بعض الروايات مائة وأربعون عاما، والله أعلم.

س: أيٌّ من أبناء عبد المطلب كان معه في محاولة العثور على بئر زمزم؟

ج: الحارث.

س: لمَ بدأ عبد المطلب بمحاولة اكتشاف بئر زمزم؟

ج: بناء على رؤيا رآها.

س: ماذا نذر عبد المطلب في أثناء محاولته اكتشاف بئر زمزم ولم يساعده أحد بل سخروا منه؟

ج: نذر أنه إذا رزقه الله عشرة أبناء وبلغوا عمر الشباب في حياته، فسوف يضحي بأحدهم في سبيل الله.

س: وهل وفى بنذره؟

ج: ساهم، فوقعت القرعة على عبد الله (والد سيدنا محمد) - الذي كان أصغر أبناء عبد المطلب وأعزهم لديه - فوجبَ قتله، فاستعد ليضحي به وفاءً بنذره، وكان عبد الله هو الآخر جاهزا للتضحية بروحه من أجل الوفاء بنذر أبيه الخاص به، فتدخَّل بعض الزعماء واقترح عليه أن يذبح بدلا منه عشرة جمال، وألقى القرعة بينه وبين الجمال فكانت تأتي على عبد الله، وكرر العملية عشر مرات وبعدها جاءت على الإبل، وأخيرا ذبح مائة جمل ولم يذبح عبد الله.

س: كم كان عمر عبد الله يوم اقترانه بالسيدة آمنة؟

ج: 25 عاما، وفي بعض الروايات 17 سنة.